AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر ضیاء القرآن میں ترجیحات کا جائزہ

An examination of priorities in the commentary of Zia-ul-Quran by Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari

Husnain Ali
M.Phil. Graduate, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisal Abad, Pakistan, Email. hm0744241@gmail.com
Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Lecturer / Co-coordinator, Department of Islamic studies, University of Gujrat, Pakistan. Email. hamid.farooq@uog.edu.pk
Muhammad Waheed Rashid
Lecturer Islamic Studies, National University of Medical Sciences, Islamabad, Email. mwaheed.rashid@numspak.edu.pk

ABSTRACT:

Muhammad Karam Shah al Azhari, an Islamic scholar from Pakistan, is the author of the well-known Urdu commentary on the Holy Quran, Tafeer Zia ul Quran. He is among Pakistan's most eminent religious professors. The meanings and interpretations of the passages in the Quran are revealed by the tafseer. Would you like further details about the author or this tafseer? He attended three Egyptian institutions with different professors in addition to other universities in the United States of India. After returning home, he served in Pakistan and abroad by providing his religious, academic, and social contributions from a variety of avenues. He released the monthly Zia e haram Lahor. He also translated the Holy Quran And some Arabic books into Urdu.one of his major authors is tafseer Zia ul Quran, which consists of five volumes. Tafseer Zia ul Quran is appreciated for its clarity, making complex Quranic concepts accessible to a broad audience. We have reviewed and discussed his " Priorities of Tafseer Zia ul Quran"inthis article. Here some features are presented-

Keywords: Quran, Tafseer, Egyptian, Pakistan, United India

پیر محمد کرم شاہ صاحب کے احوال وآثار

مصنف ضیاء القرآن کے والد گرامی قدر نے آپ کا نام محمد کرم شاہ رکھا[i]۔ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت شیخ الاسلام مخدوم الاؤلیاء بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی سے جاملتا ہے[ii]۔ آپؒ کو آپ کے بڑے صاحبزادے محمد امین الحسنات شاہ کی وجہ سے ابوالحسنات

کی کنیت سے بلایا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش یکم جولائی 1918ء رمضان المبارک 1336ھ کے مقدس مہینے بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی[iii]۔ پیر محمد کرم شاہؒ کے والد گرامی قدر کا نام پیر محمد شاہ تھا[iv]۔ سال 1952ء سات سال کی عمر میں محمدیہ غوثیہ پرائمری سکول سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا[v]۔ اس وقت پرائمری سکولوں میں چہارم تک کلاس یں محدود تھیں۔ اس وجہ سے پیر محمد کرم شاہ الازہری نے 1925ء سے 1929ء تک اس سکول میں اپنا وقت گزارا۔ اس کے بعد کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ میں تشریف لے گئے اور 1936ء میٹرک کا امتحان پاس کیا[vi]۔ پیر صاحب نے ابتدائی کتب سے لے کر آخر تک تمام درسیات کی کتب دنیا کے نامور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ 1941ء میں آپ نے فاضل عربی کیا۔ جامعہ پنجاب سے 1945ء میں بی اے کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ ستمبر 1951 میں مصر تشریف لے گئے وہاں قاہرہ سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد جامعۃ الازہر سے ایم فل کیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی[vii]۔

مصر سے واپس تشریف لائے تو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی بنیاد رکھی[viii]۔ جب آپ 63 سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے آپ کو ایک اور منصب پر فائز فرمادیا 1981 میں آپ وفاقی شرعی عدالت کے قاضی کے منصب پر فائز ہوئے۔ شرعی عدالت میں قاضی کے منصب کے حق کو ادا کرنے کی کوشش کی جس کی گواہی آپ کے کیے ہوئے متعدد فیصلے دیتے ہیں اور وہ فیصلے عدالتی تاریخ کا حصہ بھی ہیں[ix]۔

آپ صرف ایک عالم ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک عظیم صوفی اور روحانی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلی مفسر، سیرت نگار، ماہر تعلیم، مصنف، مدبر، ماہر سیاسیات، عظیم مبلغ، ماہر معاشیات، ماہر عمرانیات، صحافی، جسٹس، صاحب طرز ادیب، اور دیگر بہت زیادہ خوبیوں کی حامل شخصیت تھے[x]۔ ضیاء القرآن، جمال القرآن (قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ)، سیرت ضیاء النبی ﷺ، سنت خیر الانام ﷺ، ماہنامہ ضیائے حرم، مقالات ضیاء الامت اور اس کے علاوہ بھی آپ کی کئی پر اثر تحریریں بھی ہیں[xi]۔ ستارہ امتیاز، نورالامتیاز، پاکستان پوسٹ کی طرف سے امتیازی ٹکٹ، سند امتیاز، الدائرہ الفخری[xii]۔ 1997ء میں آپ کافی علیل ہوگئے اور 18 اپریل 1998ء کو مرض علالت بڑھ گیا اور ایک عظیم چراغ جس کی شمع سے چار دانگ عالم روشن تھے وہ 9 ذوالحجہ 1418ء اپنے خالق حقیقی کا جاملا۔ آپ کا مزار پر انوار بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں مرجع خلائق ہے[xiii]۔

تفسیر ضیاء القرآن کا منہج:

پیر صاحب نے درس و تدریس، قانون، صحافت اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کئی ایسی یادگار نشانیاں چھوڑیں جو پیر صاحب کی اخروی زندگی کے لیے صدقہ جاریہ اور امت محمدیہ کے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ پیر صاحب نے دینی تعلیم و تدریس، صحافت، قانون، اور مختلف شعبۂ ہائے زندگی میں انہوں نے کئی یادگار نشانیاں چھوڑی ہیں۔ اردو ادب میں تفسیر ضیاء القرآن عصر حاضر کی معرکۃ الآراء تفسیروں میں سے ایک ہے۔ جس کو جسٹس پیر کرم شاہ الازہری تصنیف فرمایا ہے 3500 صفحات اور 5 جلدوں پر مشتمل کتاب جسے "ضیاء القرآن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر ضیا القرآن دیگر تفاسیر کے مقابلے میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے[xiv]۔ یہ نمایاں کارنامہ پیر صاحب نے 19 سال 6 ماہ میں مکمل کیا[xv]۔ تفسیر "ضیاء القرآن" کو برصغیر میں اردو زبان میں لکھی گئی تفسیروں میں اول درجے کا مقام رکھنے والی تفسیر قرار دیا گیا ہے۔ تفسیر "ضیاء القرآن" کو اردو تفسیری ادب اور روایت میں تمام ام التفاسیر کا اہم ترین خلاصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ جسٹس الازہری نے خاص پر تفسیر ابن کثیر، بیضاوی، قرطبی، اور تفسیر مظہری کی آراء کو بھی نقل کیا ہے۔ اور بعض مقامات پر تفسیر روح المعانی اور تفسیر رازی سے بھی

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

ابحاث اخذ کیے ہیں۔

"تفسیر ضیاء القرآن "کا اسلوب عصر حاضر کی تفاسیر میں سے ایک منفرد اسلوب کی حامل تفسیر ہے ۔ تفسیر میں مصنف نے قدیم تفاسیر ،لغوی تشریحات، احادیث سے مطالب کو قوی کیاہے اور بلاغت کے قرینوں کو بھرپور انداز میں استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ کی تفسیر بلاشبہ تفسیر بالماثور ہے لیکن آپ نے عصر حاضر کے تقاضوں اور فکر کو بھی مد نظر رکھا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کی تفسیر میں صوفیانہ، عالمانہ اور ادیبانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اہل تصوف اور اہل ادب اس تفسیر کو بہت اعلی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ تفسیر کے شروع میں ایک دلچسپ مقدمہ لکھتے ہیں جس میں سورت کے نزول کے اسباب اور نزول اسباب کے وقت کے حالات، سورت کا نام، رکوع سورت کی آیات الفاظ اور حروف کی تعداد سورت میں ذکر کیے گئے مضامین کا تذکرہ کرتے ہیں قرآن مجید کے الفاظ کے نیچے آسان اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو ہر ایک پڑھنے والے کے دل کو لبھاتا ہے اور اس کے علاوہ مناسب مقامات کی توضیح کے لئے نقشوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے[xvi]۔

کتاب کو لکھنے کو دو انداز ہوتے ہیں ایک یہ کہ کتابوں کی عبارتوں کو یکے بعد دیگرے نقل کرتے جائیں اور فیصلہ پڑھنے والے پر چھوڑ دیں کہ ان میں سے کون سی عبارت غلط ہے اور کون سی درست۔ دوسرا یہ کہ مختلف کتب کو پڑھا جائے ان کی آراء کو نقل کیا جائے اور آخر میں راجح قول کی نشاندہی کر دی جائے۔ پہلا طرز تصنیف کی طوالت کا سبب بنتا ہے اور دوسرا طویل مطالعہ کا سبب بنتا ہے۔ پیر صاحب نے کتاب لکھتے ہوئے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کی تفسیر میں اختصار ہے۔ پیر صاحب قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے دونوں خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہیں تاکہ کہ قاری کو دونوں طرز یعنی لفظی اور بامحاورہ انداز سمجھ میں آسکے[xvii]۔ اس میں غیر ضروری طوالت سے اجتناب ہے اس تفسیر میں دوسرے مذاہب اور مسالک کی آراء کو بھی بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر متعصبانہ طرز سے پاک ہے۔ پیر صاحب نے قرآن مجید کو سائنس کی کتاب بنانے سے بھی اجتناب فرمایا ہے کیونکہ سائنسی مفروضے بدلتے رہتے ہیں۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر 33 میں لفظ فلک کی تشریح فرماتے ہیں:

> سائنس جو حقائق آج پیش کر رہی ہے قرآن نے ان حقائق کو بہت پہلے پیش کر دیا تھا اگر یہ لوگ جدید علماء فلکیات کی تحقیق کا مطالعہ کریں تو قرآن کریم کے کتاب الہٰی ہونے کا یقین کر لیں گے[xviii]۔

تفسیر ضیاء القرآن کا ایک اور امتیازی وصف اعتدال یہ ہے کہ آپ نے مختلف فیہ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس انداز کو اپنایا ہے کہ قرآن کریم کا تقدس مجروح نہ ہو اور نہ یہ کہ قرآن مجید انسان میں تفرقہ بازی پیدا کرتا ہے یا یہ کہ قرآن مجید میں انتہاء پسندی کا رجحان موجود ہے۔ پیر صاحب اسرائیلیات کو ذکر کرتے ہیں، اس کے معتمد مفسرین کی تحقیقات کا نچوڑ پیشاور اپنی رائے بھی پیش کرتے ہیں[xix]۔ تفسیر میں تعصب، شدت، مخالفت اور طنز و تشنیع کی بجائے اعتدال، اخلاص، حق گوئی، تسامح اور حق پذیری کے منہج کو اپنایا ہے۔ یہ تفسیر ضیاء القرآن کے منہج میں شامل ہے کہ تفسیر میں ایسی آراء پیش کی گئی ہیں جو افتراق و انتشار اور افرط و تفریط کا باعث نہ بنیں۔ ضیاء القرآن کی یہ خاص خوبی ہے کہ پیر صاحب نے تفسیر میں علمی اور تحقیقی اسلوب کو نہیں چھوڑا۔ اختلافی امور میں بھی اعتدال کو مد نظر رکھا ہے۔ اور بات کا اظہار خود صاحب ضیاء القرآن نے مقدمہ میں بھی کیا ہے:

"جب بھی کہیں کوئی صرفی یا لغوی بحث یا پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ آئمہ حق کی مستند آراء سے اس کا حل پیش کروں تاکہ کہ اس میں کوئی مسئلہ یا خلش باقی نہ رہے[xx]۔"

تفسیر ضیاالقرآن کے مقدمہ میں جسٹس الازہری قواعد اشتقاقات اور عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کے ذریعے اس کی وسعت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"قرآن مقدس جیسی عظیم کتاب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔ اس کے قاعدہ و قانون سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں اس کے ادب اور اسلوب انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی شراب طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں[xxi]۔"

الغرض تفسیر ضیاء القرآن ایک ایسی تفسیر ہے جس میں ادب، تحقیق، محبت خدا اور رسول ﷺ محبت اہل بیت، صحابہ، اولیاء، صلحاء اور امت کے دیگر عصری مسائل کی بنیادی ضروریات سے مزین و منور ہے۔

مفسر موصوف کا طریق تفسیر کچھ یوں ہے کہ اولاً سورۃ کا نام ذکر کرکے مکی اور مدنی ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں پھر سورۃ کا سبب نزول ذکر کرتے ہیں بشرطیلہ وہ کسی خاص موقع پر نازل ہوئی ہو پھر سورہ کے اندر موجود مضامین کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ اس سورت میں اس اس موضوع پر بحث کی گئی ہے، دوران تفسیر ان آیات کے سبب نزول بیان کرتے ہیں جو کسی خاص واقعہ کے ساتھ متعلق ہوں، پھر آیات قرآنی کی سادہ اور مختصر عبارت میں قرآن حکیم، احادیث نبوی (ﷺ)، صحابہ و تابعین اور دیگر علماء سلف کے حوالے سے تفسیر کرتے ہیں۔ مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق میں قرآنی آیات، احادیث، کلام عرب اور جاہلی شعراء کے اشعار سے استدلال کرتے ہوئے معنی کی وضاحت کرتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے پیر صاحب مختلف قراءتوں کو بیان کرتے ہیں اور حسب ضرورت کلامی اور فقہی مسائل بھی اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

(الف) تفسیر القرآن بالقرآن

مفسرین کے نزدیک تفسیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آیات قرآنی کی تفسیر قرآن حکیم آیات سے کی جاتی ہے۔

کیونکہ جو تفسیر قرآن حکیم میں ایک جگہ اجمالاً ہے دوسری جگہ تفصیلاً، بہت ساری آیات کو اجمالاً، اختصار اور کلام اللہ میں جو ابہام ہے وہ کلام اللہ ہی کی دوسری آیات کے ذریعے سے ہو سکتا ہے، اس تفسیر کا عنوان تفسیر قرآن بالقرآن ہے۔ جسٹس الازہری "ضیاء القرآن" میں اس طرز پر بکثرت اعتماد کرتے ہیں مثلاً:

(1)"یوم لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ"[xxii] کی تفسیر میں "**خُلَّةٌ**" اور "**شَفَاعَةٌ**" مصداق کے بارے میں فرماتے ہیں: "**خُلَّةٌ**" سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن کافر ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوں گے مگر متقین ایک دوسرے کے دوست ہوں گے "**اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ**

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ"[xxiii]۔اسی طرح "شَفَاعَةٌ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ نہیں کی شفاعت نہیں ہو گی اگر نہیں ہو گی تو وہ کافروں کی شفاعت نہیں ہو گی قیامت کے روز اللہ اپنے محبوب ﷺ کو مقام محمود پر شفاعت کے لئے فائز فرمائے گا۔

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی کی دوستی کسی دوسرے دوست کے کام نہیں آئے گی اس کی تفسیر قرآن نے ایک اور جگہ فرمادی جس کو پیر صاحب نے اپنی تفسیر کے حاشیہ میں ذکر فرمایا کہ محشر کے دن کوئی کسی کا دوست نہ ہو گا سوائے متقین کے کیونکہ متقین ایک دوسرے کے دوست ہوں گے[xxiv]۔اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی شفاعت کا انکار فرمایا ہے کہ ان کی (کافروں) شفاعت نہ ہو گی پیر صاحب نے اس آیت کی تفسیر قرآن ہی سے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بروز محشر آقا ﷺ کو اللہ جل تعالہ نے قرآن کے ایک اور مقام پر فرمایا کہ میں اپنے محبوب کو مقام محمود پر فائز کروں گا جو گناہگاروں کی شفاعت کریں گے[xxv]۔

(2)مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"[xxvi]۔اس آیت مبارکہ میں "فِي سَبِيلِ اللَّهِ" کے اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو بھی اللہ کو قرض حسنہ دے گا اللہ اس کے مال دگنا فرمادے گا پھر "فِي سَبِيلِ اللَّهِ" کی تفسیر پیر صاحب اس آیت مبارکہ سے فرماتے ہیں:مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً"[xxvii]۔

(ب) تفسیر القرآن بالسنۃ:

سنت رسول تفسیر کا دوسرا ماخذ ہے۔جسٹس الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن کے مقدمہ میں کتاب و سنت کے باہمی رشتے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: میں نے پوری ایمانداری سے کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کو افراط و تفریط سے بچاؤں اس لیے میں نے تفسیر کو آیات بینات،احادیث طیبہ اور علماء حق کے اقوال سے مزین کیا ہے۔[xxviii]

جسٹس الازہری چونکہ فن حدیث سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے (سنت خیر الانام کتاب منہ بولتا ثبوت موجود ہے) انہوں اپنی تفسیر میں اچھا خاصہ ذخیرہ جمع کیا ہے تفسیر میں ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں جو بغیر سند کے ساتھ ہیں البتہ وہاں صحابی کا نام ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

جسٹس الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں احادیث نبوی ﷺ کے ذریعہ کلمات و آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح کا حد درجہ اہتمام کیا ہے۔اس سلسے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(1)اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ(الی آخرہ)[xxix]۔اس آیت مبارکہ کی وضاحت اس حدیث مبارکہ سے کرتے ہیں:إِنَّ أَعْظَمَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ[xxx]۔

ترجمہ: قرآن کی سب سے عظیم الشان آیت آیۃ الکرسی ہے۔

صدقہ کی تفسیر پیر صاحب نے رحمت عالم آقا ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے فرمائی ہے:

قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ[xxxi]۔کی تفسیر میں "قول"اور"معروف" کی وضاحت میں رحمت عالمیان ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ[xxxii]۔

پیر صاحب نے صدقہ کی تفسیر حدیث رسول ﷺ سے فرمائی۔

(3)إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ[xxxiii]۔مندرجہ ذیل آیت میں

جو بات چیت ہو رہی ہے وہ نجران کے ان عسائیوں سے ہو رہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل تھے۔

اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسی مر چکے ہیں لیکن اس آیت کی تفسیر پیر صاحب نے اس حدیث مبارکہ سے فرمائی:

قَالَ الْحَسَنُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِلْيَهُودِإِنَّ عِيسَى لَمْ يَمُتْ، وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[xxxiv]۔

تو اس فرمان سے پتا چلتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں آسمان دنیا پر اٹھالیا تھا۔اور دوسری طرف عیسائیوں کے عقیدے کو بھی باطل کر دیا ہے۔

(ج) تفسیر القرآن بآثار الصحابۃ والتابعین وغیرھم

کلام الٰہی کے معنی ومفہوم سمجھنے میں آثار و اقوالصحابہ کی طرف رجوع اس بناء پر انتہائی اہم ہے کہ حضرات صحابہ کرام قرآن حکیم کا اولین مخاطب ہونے کی بناء پرنزول قرآن کے احوال و قرائن سے واقف اور شارح قرآن سے براہ راست کسب فیضاور فہم کامل کی بناء ہر قرآن کی تفسیر کرنے میں سب سے بڑے عالم تھے۔اسی طرح تابعین حضرات صحابہ ہی کے چشمہ فیض سے مستفید ہوئے اور اکثر و بیشتر تفسیری اقوال ان ہی سے اخذ کئے اس لئے فہم قرآن کے سلسلے میں کتاب سنت کے بعد ان ہی حضرات کے اقوال اوآثار پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

مصنف نے تفاسیر ماثورہ کے طرز پر قرآن و سنت کے بعد آثار صحابہ و تابعین وغیرہ پر اعتماد کرتے ہیں چونکہ تفسیر کا غالب حصہ اسلاف کے تفسیری اقوال و آثار پر منحصر ہے اس لئے اسی لئے اسے تفسیر بالماثور میں شمار کیا جاتا ہے۔پیر صاھب نے تفاسیر صحابہ و تابعین تک پہنچنے والے طرق اسناد کے ساتھ ذکر کئے ہیں مگر بعض کے ناموں اور طرق روایت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔جیسے حضرات علی،ابن مسعود،ابو ہریرہ،ربیع بن انس،عکرمہ،ابراہیم النخعی اورابن جریج وغیرہ ہم۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ[xxxv]۔

پیر صاحب نے کرسیہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس کا قول علامہ ابن جریر طبری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کرسیہ سے مراد:

حدثنا أبو كريب وسلم بن جنادة، قالا حدثنا ابن إدريس، عن مطرف، عن جعفر بن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس"وسع كرسيه" قال كرسيه علمه[xxxvi]۔

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

کرسیہ سے مراد اللہ تعالی کا علم مراد ہے۔

(2) اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ[xxxvii]۔

ترجمہ: مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہ الصلوۃ والسلام) اس کا نام ہو گا۔

اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا۔

اس آیت میں لفظ مسیح کی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس یوں فرماتے ہیں جس کو پیر صاحب نے اپنی تفسیر کو رونق دینے کے لیے شامل فرمایا ہے:

عن ابن عبّاس - رضي الله عنهما - أنّه قال: لأنّه لم يمسح ذا عاهة إلاّ بُرِئَ[xxxviii]۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لیے کہا جاتا کہ آپ جس بیمار پر ہاتھ پھیرا کرتے وہ بلکل صحت یاب ہو جاتا تھا[xxxix]۔

(4) پیر صاحب کی تفسیر میں یہ بھی منہج ملتا ہے کہ پیر صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر تابعین کے اقوال سے بھی کی ہے جس کی چند مثالیں درج ہیں

اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ[xl]۔

اس آیت میں لفظ قیوم کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت قتادہ یوں فرماتے ہیں:

القائم بتدبير خلقه من إنشائهم ابتداءوإيصال أرزاقهم إليهم وهو المروي عن قتادة[xli]۔

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیوم سے مراد وہ ہستی جو کائنات کی ہر چیز کا خالق، نشو نما اور بقا کی تدبیر فرمانے والی ہے۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ[xlii]۔

ترجمہ: پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) واضح نشانیاں تھیں پھر وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ (پیشہ ور) مجرم تھے۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ طوفان کی تفسیر کرتے ہوئے جسٹس الازہری نے حضرت مجاہد اور حضرت عطا کے قول کو نقل کیا ہے طوفان سے مراد موت ہے:

أنبأ عَبْدُ الرَّحْمَن قَالَ نا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثنا آدَمُ قَالَ ثنا وَرْقَاءُعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ الطُّوفَان قَالَ"الطُّوفَانُ الْمَوْتُ"[xliii]۔

ترجمہ: مجاہد بن جبر فرماتے ہیں کہ طوفان سے مراد موت ہے۔

(5) اسی طرح جسٹس الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں عربی لغت سے تفسیر فرمائی ہے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ [xliv]۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ قیوم کی جسٹس الازہری نے لغوی تفسیر فرمائی ہے کہ:

القیوم یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اصل میں یہ قیووم تھا صرفی تعلیل سے قیوم بن گیا اس کا مصدر "قیام" ہے[xlv]۔

قیوم صیغةالغة للقیام وأصله قیووم علی فیعول وهي من صیغ المبالغة فاجتمعت الواو والیاء والسابق ساكن فقلبت الواو یاء وأدغمت[xlvi]۔

الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔[xlvii]

پیر صاحب لفظ محراب کی لغوی تفسیر فرماتے ہیں کہ:

محراب کا لغوی معنی ہے "اکرم موضع فی المجلس" مجلس میں جو سب سے بہتر جگہ ہو اس کو محراب کہتے ہیں[xlviii]۔

وَالْمِحْرَابُ فِي اللُّغَةِ أَكْرَمُ مَوْضِعٍ فِي الْمَجْلِسِ[xlix]۔

(6) جس طرح جسٹس الازہری نے دیگر مفسرین اور دیگر مسالک و مذاہب کی آراء کو اپنی تفسیر کا حصہ بنایا ہے اسی طرح انہوں نے مفسرین کے راجح قول نقل کرنے کے بعد اپنی آراء کا اظہار بھی کیا ہے جس مثالیں درج ذیل ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ[l]۔

ترجمہ: اے ایمان والو خرچ کو ان عمدہ چیزوں میں سے جو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے کمائی ہیں۔

"طیبات" کی تفسیر کرتے ہوئے پیر صاحب اپنی رائے پیش فرماتے ہیں:

"طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو عمدہ بھی ہوں، حلال بھی ہوں اور حلال طریقوں سے کمائی بھی ہوں۔ کیوں کہ اس طرح خرچ کرنے سے غریب کا فائدہ، اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ تعالی کی رضا ہے[li]۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[lii]۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہرے لکھتے ہیں کہ اس آیت ربانی میں ایمان کو مجمل انداز میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

اللہ کو وحدہ لاشریک ماننا، فرشتوں کو نوری اور اللہ تعالیٰ فرمانبردار مخلوق تسلیم کرنا، تمام آسمانی کتابوں کو صحیح ماننا، تمام رسولوں کی رسالت پر بلا استثناء ایمان لانا اور یوم قیامت پر یقین رکھنا یہ ایمان ہے[liii]۔

(3) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا[liv]۔

پیر صاحب نے یہاں تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ:

اس آیت میں سود کے اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی تلافی نقصانات کے باعث اس حرمت کو اتنے شدید پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کی مثال نہیں۔ اور جو سود کا کام کرے گا اللہ اور اس کی اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتے ہیں۔[lv]

الفاظ ترجیح:

اس کا مطلب یہ ہوگا	درست ہے	صحیح مفہوم
بہت جامع و لطیف ہے	اس کا نہایت واضح جواب	میرے خیال میں
کیا اچھا کہا ہے	مراد یہ ہے	پسندیدہ قول
کیا خوب لکھتے ہیں	بہترین بحث	واضح ہوتا ہے
بڑی نفیس بحث لکھی ہے	جو عام اور مشہور ہے	زیادہ صحیح ہے
اسی مناسبت سے	زیادہ درست معلوم ہوتی ہے	مناسب ہے
ترجیح دی ہے	توجہ طلب	وجد آفریں لہجہ
جہتیں معقول ہیں	حق یہ ہے	

ترجیحات جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری فی تفسیر ضیاء القرآن

تمام مفسرین کی طرح مرحوم جسٹس الازہری نے بھی تفسیر ضیاء القرآن میں اپنی ترجیحات پیش کی ہیں جس طرح بعض مفسرین کے الفاظ ترجیح واضح، احسن، راجح اور انا قول کے الفاظ موجود ہیں اسی طرح پیر صاحب نے بھی تفسیر ضیاء القرآن میں الفاظ ترجیح دیے ہیں جن مثالیں درج ذیل ہیں:

الم[lvi]

سورۃ البقرۃ کے شروع میں حروف مقطعات الم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الم کے متعلق مفسرین کے بے شمار قول ہیں پر "میرے نزدیک احسن قول" یہ ہے کہ الم اور دیگر حروف مقطعات کے معنی اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں[lvii]۔

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ[lviii].

اس آیت مبارکہ میں حضور ضیاء الامت اپنی ترجیح پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لا یضار کی راء اگر مفتوح ہو یعنی مضارع مجہول ہو تو "اس کا مطلب یہ ہوگا" کہ فریقین میں سے کوئی کاتب کو غلط لکھنے اور گواہ کو زبردستی گواہی دینے پر مجبور نہ کرے اور ان کا وقت بے کار ضائع نہ کرے[lix]۔

اگر لا یضار (راء کی زیر کے ساتھ ہو تو)" پھر مطلب یہ ہوگا" کہ کاتب غلط لکھ کر اور اور گواہ جھوٹی گواہی دے کر کسی کو ضرر نہ پہنچائے اور حق تلفی نہ کرے[lx]۔

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ(الی آخرہ)[lxi]۔

اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں کوئی وثیقہ نویس بھی نہیں ہے اور گواہ بھی موجود نہی ہے اور تم ادھار پر کوئی لین دین کرنا چاہتے ہو تو "اس کی صورت یہ ہے کہ "خریدنے والا قیمت کی جگہ اپنی کوئی چیز بیچنے والے کے پاس گروی رکھ دے[lxii]۔

یہاں حالت سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے "اس کا مطلب یہ نہیں" کہ بغیر رہن کہ رکھنا جائز ہے بلکہ "اغلباً صورت یہ ہے کہ" نہ

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

وثیقہ نویس ہے اور نہ گواہی سفر میں پیش آتی ہے اس لیے سفر کا ذکر کیا ورنہ حضر میں رہن "درست ہے"۔

الم۔[lxiii]

حروف مقطعات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے پیر صاحب فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کا" صحیح مفہوم "حضور ﷺ کے بعد صرف امت کے اولیاء ہی کو معلوم ہے[lxiv]۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ[lxv]۔

اس آیت میں لفظ حق پر بحث فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ "حق سے کیا مراد ہے "تو علامہ قرطبی کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ اس کا معنی الحجۃ البالغہ یعنی اس کتاب میں ایسی دلیلیں پیش کی گئی ہیں جن کا جواب نہیں ہے، لیکن حق کا جو مفہوم علامہ راغب اصفہانی نے بیان کیا ہے "وہ بہت جامع اور لطیف "ہے لکھتے ہیں:

یعنی کوئی قول اور فعل اس وقت حق کہلاتا ہے جب کہ وہ اس طرح پایا جائے جیسے چاہیے اس اندازے سے پایا جائے جتنا مناسب اور موزوں ہو[lxvi]۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ[lxvii]۔

اس آیت مبارکہ پر بحث کرتے ہوئے آپ نے متعدد علماء کے اقوال نقل فرمائے ہیں لیکن جو آپ کو اسکا واضح جواب ملا وہ آپ فرماتے ہیں کہ "اس کا نہایت واضح جواب "علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے دیا ہے آپ فرماتے ہیں جن علماء کے نزدیک متشابہات سے مراد وہ امور ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مختص فرمایا ہے[lxviii]۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ[lxix]۔

اس آیت مبارکہ میں قبلہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ "یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ "دو گروہوں کا ذکر کیا جارہا ہے لیکن جب یہ بتانے کا وقت آیا کہ دو گروہ کون سے ہیں تو پہلے گروہ کا تعارف کروایا "فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ" اور دوسرے گروہ کا "وَأُخْرَى كَافِرَةٌ" سے۔ "میرے خیال میں "تو غلامان مصطفیٰ ﷺ کی کمال للٰہیت اور خلوص کا ذکر مقصود ہے۔[lxx]

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[lxxi]۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے پیر صاحب نے لفظ محبت کی وضاحت کرتے ہوئے کسی شاعر کے شعر کو اپنی تفسیر کا حصہ بناتے ہوئے فرمایا ہے کہ "کیا اچھا کہا کسی شاعر نے":

لو کان حبك صادقاًلاطاعته ان المحب لمن یحب مطیع[lxxii]

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا[lxxiii]۔

ترجمہ: توبہ تو وہ ہے جس کی قبولیت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے اور جو بھول چوک میں گناہ کرتے ہیں توبہ بھی انہی کے لیے ہے پس یہی وہ

لوگ ہیں کن اللہ اپنی رحمت کی نظر فرماتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب زیادہ حکمت والا ہے۔

پیر صاحب لفظ توبہ کے معانی مفاہیم سمجھانے کے بعد جہالت کو ذکر کرتے ہیں کہ جہالت سے مراد یہ ہے کہ:

"جب انسان رذیل ہوائے خواہش نفس اور غصہ سے یوں مغلوب ہو جائے کہ اپنے اعمال کے نتائج اس سے پوشیدہ ہو جائیں[lxxiv]۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا[lxxv]۔

ترجمہ: (اے محبوب) کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو کلام اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے۔ اور وہ جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور چاہتے ہیں کہ فیصلے کے وقت وہ اپنے مقدمات طاغوت کے پاس لے جاتے ہیں حالانکہ انہیں اس بات کا حکم صادر کیا گیا ہے کہ وہ طاغوت سے انکار کریں اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ وہ انہیں بہت دور تک بہکا دے۔

مصنف ضیاء القرآن یہاں طاغوت کی اصطلاحی مراد بیان کر رہے ہیں کہ یہاں طاغوت سے مراد وہ حاکم اور وہ دولت ہے جو احکام الٰہی کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کیا کرے[lxxvi]۔

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا[lxxvii]۔

ترجمہ: اگر تم بچتے رہو گے بڑے بڑے کاموں سے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے نامہ اعمال سے تمہارے برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ۔

پیر صاحب نے کبیرہ کی گناہوں تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علماء نے کبیرہ گناہوں کے کئی اقوال ذکر کیے ہیں لیکن مجھے علامہ بیضاوی کا "قول پسند آیا ہے" اور وہ یہ ہے کہ "ہر وہ فعل جس کو شارع علیہ السلام نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ کبیرہ گناہ ہے[lxxviii]۔

مصنف ضیاء القرآن انسانی امتیازات اور خصوصیات کو اپنی تفسیر میں ذکر نے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"علامہ بیضاوی "کیا خوب لکھتے ہیں" کہ: ہر مرد اور ہر عورت کو اس کی جدوجہد کا ثمر بلا امتیاز ملے گا۔ اس لیے اگر تم اللہ کے فضل کے طلبگار ہو تو عمل سے طلب کرو، کسی سے حسد کرنا یا بس اس جیسا بننے کی خواہش کرتے رہنے سے کیا حاصل ہو گا[lxxix]۔"

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا[lxxx].

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل اس بات کو معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس کے علاوہ جس کو وہ چاہتا ہے بخشش فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا سب سے عظیم گناہ ہے۔

شرک کی تفصیلاً تفسیر بیان کرنے کے بعد پیر صاحب نے علامہ ابو عبد اللہ انصاری القرطبی کے قول کو بہترین کہا کہ علامہ قرطبی نے شرک کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ ایک "بہترین بحث ہے" اور اپنی تفسیر کو چار چاند لگانے کے لیے علامہ قرطبی کے قول کو بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے[lxxxi]۔

پیر صاحب سورہ ہود کا تعارف لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک "توجہ طلب" بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم خاص کر کے معاشرتی، سیاسی اور معاشی حالات کے زیر اثر برائیوں کا عادی ہو جاتا ہے اور ان کی اصلاح کے لیے جب کوئی صالح تشریف لاتا ہے تو اس قوم کا رد عمل اک خاص انداز کی نوعیت میں ہوتا ہے[lxxxii]۔

وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَاسَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ[lxxxiii]۔

ترجمہ: اور حکم فرمایا اے زمین اپنے اندر پانی کو نگل لے اور اے آسمان تھم جا پانی اتر گیا اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی پہاڑ پر اور فرمایا کہ ہلاکت وبربادی ہو ظالم قوم کے لیے۔

اس آیت مبارکہ میں قوم نوح پر جو طوفان آیا اس کے تھم جانے کا ذکر ہے پیر صاحب نے طوفان کے تھم جانے کا ذکر تورات میں سے لکھا پھر قرآن کریم کے بیان میں جو جلال و تمکنت ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ قرآن کے متعلق صاحب روح المعانی کیا "وجد آفریں" لہجے میں رقم طراز ہیں فرماتے ہیں:

هذا واعلم أن هذه الآية الكريمة قد بلغت من مراتب الإعجاز أقاصيها واستذلت مصاقع العرب فسفعت بنواصيها وجمعت من المحاسن ما يضيق عنه نطاق البيان[lxxxiv]۔

قرآن کے اعجاز کی بلندیوں کے سامنے بلغاء، عرب کی گردنیں جھک گئیں۔

نتیجہ

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اسلوب تفسیر کمال انداز اپنایا ہے۔ جسٹس الازہریؒ تفسیر لکھتے ہوئے عجم کے طرز پر تفسیر نہیں لکھتے بلکہ تفسیر اردو میں لکھتے ہیں لیکن طرز وہ ہی جو مفسرین کرام نے اپنایا اسی کے مطابق تفسیر لکھتے ہیں۔ یعنی پہلے قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہیں ۔اس کے بعد حدیث، اس کے بعد اقوال صحابہ و تابعین اور بات کو وہیں چھوڑ نہیں دیتے بلکہ عصر حاضر کے مسائل کو حل کرتے ہوئے اپنی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔ اللہ کریم مصنف کے درجات میں بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین

مصادر و مراجع

[i] ۔حافظ احمد بخش، مقالات ضیاء الامت، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 9الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، 2020، ج1، ص17

[ii] ۔حافظ احمد بخش، حضور ضیاء الامت کا مختصر خاندانی پس منظر اور دور طالب علمی در ضیاء الامت نمبر، ماہنامہ ضیاء حرم، اپریل ۔ مئی، 1999ء، لاہور، ج29، ش7۔8

[iii] ۔اکرم، ساجد، محمد، تجلیات ضیاء الامت، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، فروری 2006ء، ص22

[iv] ۔چشتی، شہباز احمد، ڈاکٹر، دانائے راز ضیاء الامت، ضیاء القرآن پبلی کیشنز،، اردو بازار، لاہور، اپریل 2002ء، ص254

[v] ۔عامر، الطاف احمد، پیر محمد کرم شاہ ایک عہدہ ساز شخصیت، اکبر بک سیلز، 2013ء، ص8

[vi]۔ چشتی، شہباز احمد، ڈاکٹر، دانائے راز ضیاء الامت، ص22

[vii]۔ اکرم، ساجد، محمد، تجلیات ضیاء الامت، ص22

[viii]۔ حافظ احمد بخش، مقالات ضیاء الامت، ج1، ص44

[ix]۔ نعیم الدین، محمد، حافظ، فروغ علم میں مدارس دینیہ کا کردار، مکتبۃ المجاہد، بھیرہ، 2007ء، ص23

[x]۔ چشتی، شہباز احمد، ڈاکٹر، دانائے راز ضیاء الامت، ص49

[xi]۔ غلام غوث، حافظ، ڈاکٹر، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے افکار کی روشنی میں عصر حاضر کے درپیش مسائل کا حل، ڈاکٹر ارشد منیر، مقالہ پی۔ایچ۔ڈی، ادارہ علوم اسلامیہ، حافظ حیات یونیورسٹی، 2020ء، گجرات، ص26

[xii]۔ عمران حسین، اجالوں کا نقیب، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 9الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، 1998ء، ص9

[xiii]۔ فیضی، گل محمد، ابر کرم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء، ص14

[xiv]۔ چشتی، شہباز احمد، ڈاکٹر، دانائے راز ضیاء الامت، ص308

[xv]۔ احمد بخش، حافظ، پروفیسر، جمال کرم، ج2، ص21

[xvi]۔ سید، شاہد علی، ڈاکٹر، اردو تفاسیر بیسویں صدی میں، ملک اینڈ کمپنی رحمان مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، 2012ء، ص83

[xvii]۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، خطبات ضیاء القرآن، مکتبۃ المجاہد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ، 2007ء، ص20

[xviii]۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1995ء، ج3، ص165

[xix]۔ سید، شاہد علی، ڈاکٹر، اردو تفاسیر بیسویں صدی میں، ص83

[xx]۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص11

[xxi]۔ محمد شہباز حسن، تفسیر ضیاء القرآن میں تعین معنی کا منہج (تجزیاتی مطالعہ)، جہات الاسلام، جولائی۔دسمبر، 2014ء، ج8، ش1، ص8

[xxii]۔ بقرۃ:254

[xxiii]۔ زخرف:67

[xxiv]۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص177

[xxv]۔ ایضاً

[xxvi]۔ البقرۃ:262

[xxvii]۔ البقرۃ:254

[xxviii]۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص11

[xxix]۔ البقرۃ:255

[xxx]۔ الواحدی، علی بن احمد بن محمد، الوسیط فی تفسیر القرآن، (رقم الحدیث 118)، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 1994ء، ج1۔ ص366

[xxxi] ۔البقرۃ:262

[xxxii] ۔ قرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی)، دار الکتب المصریہ، القاہرہ، 196ء، 3، ص309

[xxxiii] ۔آل عمرآن:55

[xxxiv] ۔ طبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، جامع البیان فی تاویل القرآن، دار ہجر للطباعہ والنشر والتوزیع والاعلان، 2001ء، ج5، ص448

[xxxv] ۔بقرۃ:255

[xxxvi] ۔طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج5، ص397

[xxxvii] ۔آل عمرآن:45

[xxxviii] ۔تمیمی، محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان، احادیث فی الفتن والحوادث، جامعہ الامام محمد بن سعود، الریاض، المملکہ العربیہ السعودیہ، ج1، ص212

[xxxix] ۔الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص227

[xl] ۔بقرۃ:255

[xli] ۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ۔، ج2، ص9

[xlii] ۔اعراف:133

[xliii] ۔ابو الحجاج، مجاہد بن جبر التابعی، تفسیر مجاہد، دار الفکر الاِسلامی الحدیثہ، مصر، 1410ھ، ج1، ص342

[xliv] ۔بقرۃ:255

[xlv] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص177

[xlvi] ۔الخفاجی، شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر، حاشیہ الشہاب علی تفسیر البیضاوی، دار صادر، بیروت، ج2، ص322

[xlvii] ۔آل عمرآن:37

[xlviii] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص225

[xlix] ۔شوکانی، محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ، فتح القدیر، دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب، دمشق، بیروت، 1414ھ۔، ج1، ص385

[l] ۔بقرۃ:267

[li] ۔الازہری، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص188

[lii] ۔بقرۃ:285

[liii] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص201

[liv] ۔بقرۃ:285

[lv] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص196

[lvi] ۔بقرۃ:1

[lvii] ۔الازہری، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص29

[lviii] ۔بقرۃ:282

[lix] ۔الازہری، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص199

[lx] ۔ایضاً

[lxi] ۔بقرۃ:283

[lxii] ۔الازہری، پیر، تفسیر ضیاالقرآن، ج1، ص199

[lxiii] ۔حروف مقطعات

[lxiv] ۔الازہری، تفسیر ضیاالقرآن، ج1,ص207

[lxv] ۔آل عمران:3

[lxvi] ۔الازہری، تفسیر ضیاالقرآن، ج1,ص207

[lxvii] ۔آل عمران:7

[lxviii] ۔الازہری، تفسیر ضیاالقرآن، ج1، ص210

[lxix] ۔آل عمران:13

[lxx] ۔الازہری، تفسیر ضیاالقرآن، ج1، ص212

[lxxi] ۔آل عمران:31

[lxxii] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص222

[lxxiii] ۔النساء:16

[lxxiv] ۔الازہری،، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص328

[lxxv] النساء:60

[lxxvi] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص357

[lxxvii] ۔النساء:31

[lxxviii] ۔الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص339

[lxxix] ۔ایضاً، ص340

[lxxx] ۔النساء:44

[lxxxi] ۔الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج1، ص351

[lxxxii] ۔ایضاً، ج2، ص338

[lxxxiii] ۔ھود:43

[lxxxiv] ۔آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج6، ص261